استفتاءات کے جواب میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی حکمت عملی

مولانا مفتی عظمت اللہ نبوی
مدیر المباحث الاسلامیہ المرکز الاسلامی (بنوں)

ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ کے پاس جانے کا ارادہ کیا، وہاں پہنچ کر اس نے امام صاحب سے معلوم کیا کہ تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو، جو جنت کی آرزو نہیں کرتا، جہنم سے ڈرتا نہیں، اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں کرتا، مردار کھاتا ہے، بلا رکوع وسجود کے نماز پڑھتا ہے، اس چیز کی شہادت دیتا ہے جسے دیکھا تک نہیں، حق بات کو ناپسند کرتا ہے اور فتنہ کو پسند کرتا ہے، رحمت خداوندی سے بھاگتا ہے اور یہود ونصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ جانتے تھے کہ جس شخص نے ان سے سوال کیا ہے، وہ ان سے شدید بغض رکھتا ہے، فرمانے لگے کہ تم نے ان مسائل کی بابت سوال کیا ہے، جنہیں تم خود جانتے ہو اس نے کہا کہ نہیں، لیکن یہ بات بہت بری ہے، ان سے بری کوئی چیز نہیں، اس لیے آپ سے سوال کیا۔

امام صاحبؒ نے شاگردوں سے پوچھا کہ ان صفات والے آدمی کے بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ ان سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ جس کی یہ صفات ہوں وہ بدترین انسان ہے، امام ابوحنیفہؒ مسکرائے اور فرمایا کہ اگر میں ثابت کردوں کہ وہ آدمی اولیاء اللہ میں سے ہے، تو تم مجھ کو برا بھلا کہنا بند کردو گے اور اپنے کندھے پر محافظ فرشتوں کو وہ چیز لکھنے پر مجبور نہیں کرو گے جو تمہیں نقصان دیں۔ اس آدمی نے کہا جی ہاں! اس پر امام صاحب نے فرمایا، تمہارا یہ کہنا کہ جنت کی آرزو نہیں کرتا اور جہنم سے ڈرتا نہیں، تو یہ آدمی جنت کے مالک سے ڈرتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ وہ اپنے عدل اور اپنے فیصلے میں کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا، خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وما ربك بظلام للعبيد تمہارا یہ کہنا کہ وہ مردار کھاتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی مچھلی کھاتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ بلا رکوع اور سجود کے نماز پڑھتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھتا ہے نیز صلوٰۃ کے معنی درود کے بھی ہے، لہٰذا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے، تمہارا یہ کہنا

کہ بے دیکھی چیز کی شہادت دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ حق کو ناپسند کرتا ہے، تو وہ شخص زندگی کو پسند کرتا ہے، تا کہ اللہ تعالیٰ کی خوب اطاعت کرے اور موت کو ناپسند کرتا ہے، جب کہ موت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجاء ت سکرۃ الموت بالحق اور تمہارا یہ کہنا کہ فتنہ کو پسند کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مال اور اولاد کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انما اموالکم و اولادکم فتنة تمہارا یہ کہنا کہ رحمتِ خداوندی سے بھاگتا ہے، تو وہ بارش سے بھاگتا ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ آدمی ان دونوں کی ان کے قول میں ان کی تصدیق کرتا ہے، یہ سن کر وہ آدمی کھڑا ہوا، امام صاحبؒ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا، آپ نے حق فرمایا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

خطیب بغدادی نے محمد بن مسلمہ سے اور ابو عبداللہ حمیری نے فضل بن غانم سے روایت کیا ہے کہ امام ابو یوسفؒ بیمار ہو گئے تو امام ابو حنیفہ نے ان کی متعدد بار عیادت کی، آخری مرتبہ جب عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو ان کو بہت ہی کمزور حالت میں پایا کہ انا اللہ پڑھی اور فرمایا، تمہارے بارے میں توقع ہے کہ تم میرے بعد مؤمنین کے لیے موجود رہو گے اور تمہاری موت کی مصیبت مومنین پر آئی تو تمہارے ساتھ علم کا بہت بڑا ذخیرہ ضائع ہو جائے گا۔

ایک روایت یہ ہے کہ اگر یہ نوجوان مر گیا تو روئے زمین پر کوئی نہیں، جو اس کی جگہ پُر کر سکے۔ یہ خبر امام ابو یوسفؒ کو پہنچ گئی، ادھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں شفا ہو گئی، تو دل میں عُجب پیدا ہو گیا اور علم فقہ کی اپنی الگ مجلس قائم کر لی۔ امام ابو حنیفہ کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا، لوگوں کی توجہ ان کی طرف بھی ہوئی، امام صاحب نے ان کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں تو لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنا حلقہ درس الگ قائم کر لیا، ان کو آپ کے تعریفی کلمات پہنچ گئے ہیں۔

امام صاحب نے ایک معتبر آدمی کو بلایا اور فرمایا کہ ابو یوسف بن یعقوب کی مجلس میں جاؤ اور یہ مسئلہ معلوم کرو کہ ایک آدمی نے ایک دھوبی کو کپڑا دیا کہ دو درہم میں اس کو دھو کر دے دے، کچھ دنوں کے بعد جب دھوبی کے پاس کپڑا لینے گیا، تو دھوبی نے کپڑے ہی کا انکار کر دیا، وہ واپس چلا گیا، پھر کچھ دنوں کے بعد دوبارہ اس دھوبی کے پاس گیا اور اپنا کپڑا طلب کیا، تو دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اسے دے دیا۔ اب دھوبی کو دھلائی کی اجرت ملنی چاہیے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں ہاں، تو کہنا آپ سے غلطی ہوئی، اگر کہیں اس کو مزدوری نہیں ملے گی، تو بھی کہنا غلط، وہ آدمی امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں گیا اور مسئلہ معلوم کیا۔

امام ابو یوسف نے فرمایا، اس کی اجرت واجب ہے، اس آدمی نے کہا غلط۔ امام ابو یوسفؒ نے غور کیا پھر فرمایا نہیں۔ اس کی اجرت نہیں ملے گی۔ اس آدمی نے پھر کہا غلط۔ امام ابو یوسفؒ فوراً اٹھے اور امام ابو حنیفہ کی مجلس میں پہنچ گئے۔

امام صاحب نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دھوبی کا مسئلہ یہاں لے آیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے عرض کیا جی

ہاں۔ امام صاحب نے فرمایا، سبحان اللہ جو شخص اس لیے بیٹھتا ہو کہ لوگوں کو فتویٰ دے، اس کام کے لیے حلقہ درس جمالیا۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں گفتگو کرنے لگا اور اس کا مرتبہ یہ ہے کہ اجارہ کے ایک مسئلہ کا صحیح جواب نہیں دے سکا۔ امام ابو یوسفؒ نے عرض کیا، استاد محترم! مجھے بتا دیجیے۔

امام صاحبؒ نے فرمایا، اگر اس نے دینے سے انکار کے بعد دھویا ہے تو اجرت نہیں ہے، کیونکہ اس نے اپنے لیے دھویا ہے اور اگر غصب سے پہلے دھویا تھا، تو اس کو اجرت ملے گی، اس لیے کہ اس نے مالک کے لیے دھویا تھا۔

ابو عبداللہ صمیری نے داؤد طائی سے روایت کیا ہے کہ جب خلیفہ منصور عباسی کوفہ آئے تو سب ہی علما کے پاس خبر بھیجی اور سب کو جمع کیا، جب سب جمع ہو گئے تو تقریر کی کہ خلافت آپ لوگوں کے نبی کے گھر والوں تک پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا حق کو قائم فرمایا۔

اے جماعتِ علما! آپ لوگ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اس کی اعانت کریں اور اپنے لیے ہدیۂ ضیافت اور اللہ تعالیٰ کے مال میں سے جو کچھ بھی آپ لوگ پسند کریں قبول کریں، اب آپ لوگ ایسی بیعت کریں، جو نفع اور نقصان کے لیے، آپ لوگوں کے امام کے پاس حجت ہو اور قیامت کے دن آپ لوگوں کے لیے امان اور حفاظت ہو۔ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بلا امام کے نہ جائیں کہ وہاں بلا حجت و دلیل رہے، یہ کہیے کہ ہم امیر المؤمنین سے ڈرتے ہیں، اس لیے حق نہیں کہہ سکتے۔ علما نے جواب کے لیے امام ابو حنیفہؒ کی طرف دیکھنا شروع کیا، امام صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں اپنی اور آپ سب کی طرف سے بات کروں، تو آپ لوگ چپ رہیں۔ علما نے کہا، ہم یہی چاہتے ہیں۔ امام صاحب نے تقریر کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں ہیں، اس نے حق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں پہنچا دیا، خالموں کے ظلم کو دور کر دیا اور ہماری زبانوں کو حق بات کے لیے گویائی بخش دی۔ بلاشبہ ہم سب نے اللہ کے امر پر بیعت کی اور آپ کے لیے اللہ کے عہد پر وفاداری کی بیعت کی۔ الی قیام الساعۃ۔ اللہ تعالیٰ امر خلافت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے نہ نکالے۔

خلیفہ منصور نے جوابی تقریر کی اور کہا کہ آپ ہی جیسا آدمی مناسب ہے کہ علما کی طرف سے خطبہ دے۔ ان لوگوں نے آپ کا انتخاب کر کے اچھا کیا اور آپ نے بہترین ترجمانی کی۔ جب سب لوگ باہر آئے تو امام صاحب سے معلوم کیا کہ اِلیٰ قیام الساعۃ سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ نے تو اس وقت بیعت توڑ دی، امام صاحب نے فرمایا آپ لوگوں نے حیلہ کیا اور معاملہ میرے سپرد کیا، تو میں نے اپنے لیے حیلہ کر لیا اور آپ لوگوں کو امتحان کے لیے پیش کر دیا۔ لوگ خاموش ہو گئے اور تسلیم کر لیا کہ حق امام صاحب کا ہی فعل ہے۔

شریک سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے ہمارے ساتھ سفیان ثوریؒ، ابن شبرمہ، ابن لیلیٰ

اور ابو حنیفہؒ تھے جنازہ میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے سب ساتھ چل رہے تھے کہ اچانک جنازہ رک گیا، لوگوں نے معلومات کیں کہ کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ اس لڑکے کی ماں بے تاب ہو کر باہر نکل آئی اور جنازہ پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور اپنا سر کھول دیا، عورت ہاشمی اور شریفہ تھی۔ اس میت کے باپ نے چلا کر کہا، واپس جاؤ، مگر اس نے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ باپ نے قسم کھائی کہ لوٹ جاؤ، ورنہ تجھے طلاق، جب کہ ماں نے بھی قسم کھالی کہ اگر نماز جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد۔ الغرض سب ایک دوسرے کے ساتھ مشغول کلام ہو گئے کہ اب کیا ہوگا، کوئی جواب دینے والا نہیں تھا۔ میت کے باپ نے امام ابو حنیفہ کو آواز دی کہ میری مدد کرو۔ امام صاحب آئے اور عورت سے معلوم کیا کہ قسم کس طرح کھالی؟ اس نے بتا دیا۔ امام صاحب نے باپ کو حکم دیا کہ نماز جنازہ پڑھاؤ۔ جو لوگ آگے نکل گئے تھے، واپس ہوئے، باپ کے پیچھے صف بندی ہوئی اور نماز جنازہ پڑھی گئی۔ امام صاحب نے فرمایا قبر کی طرف جاؤ اور اس کی ماں سے کہا، اب تم گھر چلی جاؤ، اس پر ابن شبرمہ کہنے لگے، لقد عجزت النساء یعنی عورتیں آپ جیسا پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ علمی نکات بیان کرنے میں آپ کو نہ کوئی مشقت ہوتی ہے اور نہ پریشانی۔

عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام ابو حنیفہ سے دریافت کیا کہ میں اپنی دیوار میں جنگلہ کھولنا چاہتا ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا، جو چاہو کھول لو، لیکن پڑوسی کے گھر میں تاک جھانک مت کرنا۔ جب وہ کھڑکی کھولنے لگا، تو اس کا پڑوسی ابن لیلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی، انہوں نے اس شخص کو کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا، اب وہ بھاگا ہوا امام ابو حنیفہ کی خدمت میں پہنچا۔ امام صاحب نے فرمایا، اچھا جاؤ، اب دروازہ کھول لو۔ وہ دروازہ کھولنے لگا، تو اس کا پڑوسی اس کو ابن ابی لیلیٰ کے پاس لے آیا، انہوں نے منع کر دیا، وہ پھر امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں آیا اور صورت حال بتائی۔ امام صاحب نے پوچھا تمہاری کل دیوار کی کیا قیمت ہے؟ اس نے عرض کیا تین اشرفیاں، میرے ذمہ ہیں، جا اور ساری دیوار گرادے۔ وہ آیا اور دیوار گرانے لگا۔ پڑوسی نے منع کر دیا اور اس کو لے کر ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان سے شکایت کی۔ ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا، وہ اپنی دیوار گراتا ہے اور تم چاہتے ہو کہ اس کو روک دوں؟ چنانچہ اس آدمی سے فرمایا، جا کر گرادے اور جو چاہے کر۔ پڑوسی نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں پریشان کیا اور ایک جنگلا کھولنے سے منع کر دیا، کھڑکی کو کھولنا میرے لیے آسان تھا اور اب وہ ساری دیوار گرائے گا۔ ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا، یہ آدمی ایسے شخص کے پاس جاتا ہے، جو میری غلطی بتاتا ہے، اب جب میری غلطی واضح ہو گئی میں کیا کروں؟

عبداللہ بن مبارک سے، یہ بھی روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے یہ مسئلہ معلوم کیا کہ دو آدمی ہیں، ایک کے پاس ایک درہم ہے اور دوسرے کے پاس دو درہم ہیں، یہ سب دراہم آپس میں مل گئے اور دو درہم کھو گئے، پتہ کچھ نہیں کہ کون سے درہم کھو گئے؟

امام صاحب نے فرمایا باقی درہم دونوں کا دو درہم والے کے دو حصے اور ایک درہم والے کا ایک حصہ۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ابن شبرمہ سے ملاقات کی اور یہی مسئلہ معلوم کیا، انہوں نے فرمایا کسی اور سے معلوم کیا ہے۔ ہاں امام ابوحنیفہ سے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ابوحنیفہ نے یہ جواب دیا کہ جو درہم بچا ہے اس کے دو ثلث دو درہم والے کا اور ایک ثلث ایک درہم والے کا ہے۔

میں نے عرض کیا ہاں، اس پر فرمایا ان سے غلطی ہوگئی، دیکھو جو درہم ضائع ہوئے، ان میں سے ایک تو ضرور دو درہموں میں سے ہے، باقی ایک ضائع ہونے والا درہم ان دونوں کا ہوسکتا ہے، اسی طرح جو درہم باقی ہے وہ دونوں کا نصف نصف ہے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ مجھے، یہ جواب بہت اچھا معلوم ہوا۔ اس کے بعد امام ابوحنیفہ سے ملاقات ہوئی، ان کی عجیب ہی شان تھی، اگر ان کی عقل کو نصف دنیا کی عقل سے تولا جائے تو بڑھ جائے، وہ مجھ سے فرمانے لگے کہ تم ابن شبرمہ سے ملے اور انہوں نے فرمایا کہ علم اس بات کو محیط ہے کہ ضائع ہونے والا دو درہموں میں سے ایک ہے۔ اور بچا ہوا درہم ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا جب تینوں درہم مل گئے تو آپس میں شرکت واجب ہوگئی، پھر ایک درہم والے کا حصہ ہر درہم کا ثلث ہوگیا اور درہم والے کا حصہ ہر درہم میں دو ثلث ہوا تو جو درہم بھی کھویا وہ دونوں کا کھویا اور دونوں کا حصہ گیا۔

عبداللہ بن مبارک سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو مکہ مکرمہ کے راستے میں دیکھا کہ ان کے لیے ایک گائے کا بچھڑا بھونا گیا، ساتھیوں کی خواہش ہوئی کہ اسے سرکے کے ساتھ کھائیں، لیکن سرکہ ڈالنے کے لیے برتن نہیں تھا، لوگ حیران تھے کہ کس طرح سرکہ نکالیں اتنے میں امام ابوحنیفہ کو دیکھا کہ ریتلی زمین میں گڑھا کھودا پھر اس پر دسترخوان بچھایا اور دسترخوان پر سرکہ ڈال دیا اور لوگوں نے سرکہ کے ساتھ بھنا گوشت کھایا اور کہنے لگے آپ ہر چیز کو نہایت عمدہ طور پر کرتے ہیں، امام صاحبؒ نے فرمایا خدا کا شکر کرو، یہ ایسی چیز ہے جس کا الہام اللہ کے فضل سے ہوا ہے۔

امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں ابن ہبیرہ کے پاس تھا، مجھے جیل جانے کا حکم سنایا جاچکا تھا۔ ایک شخص نے سازش کی اور جیل کے دروازے پر آبیٹھا اور سوال کیا۔ اے ابوحنیفہ! جس آدمی کو سلطان اعظم نے کسی کے قتل کا حکم دیا ہو کیا، اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اس کو قتل کرے۔

امام صاحب نے سوال کو سائل پر پلٹ دیا اور پوچھا، کیا اس کا قتل واجب تھا؟ اس شخص نے کہا، ہاں، اس کا قتل واجب تھا، اس پر امام صاحب نے کہا، تو پھر قتل کردو۔ اس آدمی نے پھر پلٹ کر سوال کیا، اگر اس آدمی پر قتل واجب نہ رہا ہو۔ اس پر امام صاحب نے کہا کہ سلطان اعظم ایسے شخص کے قتل کا حکم نہیں دے سکتے جس کا قتل واجب نہ ہوا ہو۔

☆☆☆